الولی حیدرآباد … اکیڈمی

© rasailojaraid.com

ڈاکٹر وفا راشدی

سندھ کی ایک برگزیدہ علمی شخصیت

مولانا دین محمد ادیب

فیروز شاہ تعلقہ میہڑ ضلع دادو شروع سے مردم خیز خطہ رہا ہے۔ وہاں کئی باکمال اور بافیض بزرگان دین، علمائے کرام، اساتذہ اور اہل قلم پیدا ہوئے ہیں۔ سعدیٔ سندھ حضرت مولانا دین محمد ادیب کا تعلق بھی اسی مردم خیز سرزمین سے تھا۔

دین محمد ادیب کے والد پاندھی چنہؒ حضرت مخدوم پیرو ؒ ج عبداللہ اوچ والے کی اولاد میں تھے۔ حضرت مخدوم عبداللہ عرف پیروج اوچ والے حضرت غوث بہاؤالدین زکریا ملتانی کے خلیفۂ خاص اور عارفِ زمانہ تھے۔ حضرت مخدوم عبداللہ پیروج کے تین صاحبزادے تھے۔ مخدوم محمد ابراہیم، مخدوم[۲] احمد اور مخدوم اسحاق، حضرت مخدوم پیروج نے ایک سو پچیس سال کی عمر میں وصال کیا۔ ان کا مزارِ پُرانوار اوچ میں مرجع انام خاص و عام ہے۔ دین محمد ادیب کا نسبی تعلق اسی ارفع و اعلیٰ علمی و روحانی خاندان سے تھا۔

(اوچ کی تاریخ اور اس کے بزرگان دین کی علمی و دینی خدمات کے لئے ملاحظہ ہو خطۂ پاک اوچ، مصنفہ شہاب دہلوی مطبوعہ اردو اکیڈمی بہاولپور،

تاریخی نام منظور حسن، اصل نام دین محمد، تخلص ادیب، تاریخ پیدائش شب جمعہ ۱۵، شوال ۱۳۱۴ھ مطابق ۲۱ مارچ ۱۸۹۷ء مولانا اشرف علی تھانوی نے اس مصرعہ سے ان کی تاریخ ولادت نکالی ع

[illegible] دین محمد

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

دین محمد صرف چار سال کے سن میں استاذالعلماء علامہ دوراں حضرت عطاء اللہ فیروز شاہی کے مدرسے میں داخل ہوئے۔ قرآن کریم اور فارسی کی ابتدائی تعلیم ان کی آغوشِ شفقت میں حاصل کی لیکن فارسی کی تعلیم ابھی نامکمل تھی کہ علامہ عطاء اللہ اس دنیائے فانی سے کوچ کر گئے۔ فارسی کی مزید کتابیں مدرسہ عطاء اللہ کے مدرس مولانا عبدالرحمٰن سے پڑھیں جن میں پندنامہ تحفۂ نصائح وغیرہ شامل ہیں۔

فارسی کی تکمیل استاد کامل حضرت مولانا الٰہی بخش (ساکن وڈھل گوٹھ بانبولا کھیر تحصیل میہڑ ضلع دادو کے سایہ عاطفت میں کی۔ مولانا الٰہی بخش اپنے وقت کے مانے ہوئے معلم، متشرع اور فقیہہ تھے فارسی اور سندھی کے بلند پایہ شاعر اور ادیب بھی تھے۔ مولانا ادیب نے پہلے مولانا الٰہی بخش سے گلستان، بوستان، تحفۃ الاحرار، جامی انشاء ابوالفضل پڑھنے کے بعد عربی اسباق بھی پڑھے ۱۳۴۴ھ میں نصابِ نظامی ختم کیا اسی سال دستار فضیلت کا اعزاز بھی حاصل کیا۔

مولانا ادیب اپنے استادِ معظم کی شفقت، کمالات علمی، فیضان باطنی سے مستفیض ہوئے۔ ادیب صالح ذہن اور تیز طبع تھے فارسی کی بنیادی اور اہم کتب وغیرہ مطالب و معنی بدیع و بلاغت اور شرح و بسط کے ساتھ پڑھیں۔ فارسی ادبیات، فارسی نکات شاعری پر عبور، عربی علوم پر مہارت، تحریر و تقریر پر قدرت، یہ سب کچھ مولانا الٰہی بخش کی بافیض صحبتوں کا نتیجہ تھا۔

حضرت علامہ مخدوم محمد صدیق عربی علوم کے ماہر استاد تھے۔ مولانا دین محمد نے ان سے عربی کی تکمیل کی۔

علوم عربیہ، قرآن حدیث، فقہ تواریخ و اسلامیات کی تحصیل و تکمیل کے بعد درس و تدریسی مشاغلِ علمی، مطالعہ کتب، تصنیف تالیف، صوم و صلوٰۃ، عبادت و ریاضت، روحانی انفعال، امامت، خطابت، خدمت خلق کے علاوہ عالموں اور صوفیوں کی صحبتوں میں زندگی وار دی۔ نور محمد ہائی اسکول حیدرآباد میں عربی کے معلم اور اسی درس گاہ کے ہاسٹل کی مسجد کے پیش امام کے فرائض بھی انجام دیئے۔

باراں کہ در لطافت طبعش خلاف نیست
درباغ لالہ روید و در بوم شور خس

مولانا دین محمد عہد طفلی سے صوفی طبع، نیک سیرت مردِ صالح اور عاشق رسول تھے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

انہوں نے ماحول و معاشرے کی اصلاح وتطہیر کی غرض سے اپنی تحریر وتقریر، خطبات، تصنیفات وتالیف کے ذریعہ جدید علوم کی روشنی میں مغربی تہذیب کی مذمت اور اسلامی تہذیب و معاشرت کو اپنانے کی تلقین کی۔

حکیم الامت، مجدد الملت مولانا شاہ محمد اشرف علی فاروقی تھانویؒ قدس اللہ تعالیٰ سرہ العزیز عصرِ حاضر کے اکابرِ اسلام اور اولیاء عظام میں سے تھے۔ مولانا ادیب نے زمانہ طالبِ علمی میں مولانا اشرف علی تھانوی کی بصیرت افروز و فکر انگیز کتب ورسائل کا مطالعہ کیا تھا اس لئے وہ شروع سے مولانا تھانوی کے معتقد اور مقلد ہوگئے تھے۔ جب تصوف و معرفت کی منزل پر پہنچے تو تکمیل روحانی کے لئے مولانا تھانوی سے بیعت و خلافت کا درجہ حاصل کیا۔ اس کے بعد زیادہ سے زیادہ وقت ان کی خدمت و محبت میں گذارا۔ اور ان کے سرچشمہ فیوض وکرامات سے فیضیاب ہوئے، انھیں اپنے پیرو مرشدؒ سے بے انتہا محبت وعقیدت تھی۔ ان کے مرشد بھی ان سے بے حد شفقت و عنایت فرماتے تھے۔ انہیں اپنے استاذِ روحانی سے اس قدر قربت وارادت تھی کہ ان کی زندگی ہی میں ان کی متعدد کتابوں کے تراجم، تفسیریں اور شرحیں لکھیں۔

مولانا دین محمد ادیب، عربی فارسی، سندھی اردو زبانوں پر نہ صرف کامل عبور رکھتے تھے بلکہ ان چاروں زبانوں کے ادبیات پر ناقدانہ و عالمانہ نظر بھی رکھتے تھے۔ ان سب زبانوں میں ان کی تحریریں، تصنیفیں اور ترجمے موجود ہیں۔ نثر میں ان کی اپنی تصانیف کی تعداد کم ہے، عربی، فارسی اور اردو کتابوں کی ترجمہ شدہ کتابوں کی تعداد کافی ہے۔ جس سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ مولانا کا علم اور مطالعہ کس قدر وسیع ولامحدود تھا۔ انہوں نے اکابر اسلام کی معیاری ومعلومات کتابوں کو سندھی زبان میں منتقل کرکے دینِ اسلام اور سندھی عوام کی بہت بڑی خدمت انجام دی انہوں نے ترجمے کے فن سے اپنی دلچسپی وشیفتگی کا اظہار کیا۔ اس فن میں تخلیقی شان اور تصنیفی و تالیفی انداز پیدا کیا۔ ان کی چند کتابوں کے نام یہ ہیں۔

(۱) سندھی ترجمہ منظوم چھ دفتر مکمل — اشرف العلوم — مثنوی مولانا روم (مطبوعہ)

ادیب شہیر ... سعید ... نفیس ... ایک مضمون بعنوان "مولوی ... پاکستان"

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

میں لکھتے ہیں :

"در حیدرآباد سندھ پیر مرد خمیدہ، خوش سیما، بارش سفید و چہرہ گیرا، مولوی دین محمد ادیب فیروزشاہی، یک دورہ ترجمہ منظوم شش دفتر مثنوی مولانا را کہ بہمان بحر اصل بزبان سندھی منظوم کردہ است باکمال خضوع و مہربانی بمن یادگار داد"

(رسالہ ہلال ص ۸۰،۷۹،۷۸ شمارہ نومبر ۱۹۵۶ء)

۲ چہرہ کشائی ۔ سندھی ترجمہ منظوم رونمائی مثنوی (مطبوعہ بار دوم)

۳ اخلاق النبیؐ ۔ ترجمہ آداب النبی ۔ مولفہ مولانا مفتی محمد شفیع ۔ (پانچ ایڈیشن)

۴ علم الاخلاق عرف اسلامی اخلاق (آخری تین فصل) : از امام غزالی (دو ایڈیشن)

۵ کشف المحجوب ۔ سندھی ترجمہ

۶ معلم الاسلام ۔ چار حصوں میں (پانچ ایڈیشن)

۷ اصلاح الاحوال، سندھی ترجمہ ۔ جزاء الاعمال : تالیف مولانا اشرف علی تھانوی ۔

۸ بہشتی کوثر، سندھی ترجمہ (حصہ اول) بہشتی زیور " "

۹ علاج الضعف والوباء سندھی ترجمہ رسالہ " "

۱۰ ترجمہ وعظ حقوق البیت و ترجمہ روض الریاحین

(یہ مولانا ادیب کا آخری علمی کام ہے)

۱۱ کلید بہشت

فارسی تصنیف

۱ منع الانام عن وضع الایدی علی الاقدام

اس کتاب میں مولانا ادیب نے ان اہل قلم، اہل علم، امراء، پیران طریقت کے حالات و اطوار کا حال لکھا ہے جن سے ان کی ملاقاتیں ہوئیں اور جن کو قریب سے دیکھنے کا موقع ملا۔

فارسی / اردو

۱ زاد الادیب ترجمہ زاد السعید مولفہ مولانا اشرف علی تھانویؒ

۲ اسلامی زندگی ترجمہ حیاۃ المسلمین مولفہ " "

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

۳ خداشناسی: ترجمہ، مغفرت الٰہی مولفہ مولانا شاہ عبدالغنی پھولپوری
۴ ترجمہ معیت الٰہی 〃
۵ دینِ قوم ترجمہ صراط مستقیم 〃
۶ نورعلیٰ نور ترجمہ سیرت خاتم الانبیاء مع چہل حدیث (پانچ ایڈیشن)
۷ مکتوبات ربانی (دفتر اول) حضرت مجدد الف ثانی کے دو سو بیس مکاتیب کا ترجمہ
۸ بہشت کی کنجی ۹ ترقی و تنزلی کا راز
۱۰ خلفائے راشدین ۱۱ چالیس دعائیں
۱۲ تذکرہ علماء و فضلا ۱۳ کفروایمان، قرآن وحدیث کی روشنی میں

منظومات

۱ کلیات ادیب (فارسی اردو) مطبوعہ حیدرآباد سندھ ۱۳۸۴ھ / ۱۹۶۴ء
۲ کلیاتِ ادیب (سندھی اردو) غیر مطبوعہ
۳ مجموعۂ اشعارِ فارسی، آٹھ سو بیت پر مشتمل۔ غیر مطبوعہ
۴ سندھی ترجمہ انتقام مثنوی از مولانا الٰہی بخش کاندھلوی، غیر مطبوعہ

مولانا دین محمد ادیب نے عربی، فارسی، سندھی اور اردو میں اپنی ہمہ جہت و ہمہ رنگ شاعری کے جوہر دکھائے۔ ہر زبان کے کلام میں ان کی پر گوئی، قادر الکلامی اور پختہ خیالی عیاں ہے ۱۳۳۰ھ میں جب کہ وہ ایک سترہ سالہ ذہین و فطین طالب علم تھے فارسی اور سندھی میں شعر کہنا شروع کیا۔ فارسی کے یہ شعر ان کے دورِ طالب علمی کی یادگار ہیں۔

ای یار دلارام! بیا نزد من امروز بی جان زفراق تو شدہ جسم وتن امروز
این وقت بہار آمدہ ہیں بلبل و قمری گردید نوا سنج بہ باغ و چمن امروز
چوں دو صف گلزار کند حسن تجلی گرد بہ عرق عرق زخجلت سمن امروز
گردیدہ چو نرگس بکشائی بہ سوی باغ بے تاب خود نرگس و ہم نسترن امروز

(کلیاتِ ادیب)

مولانا ادیب نے حمد، نعت، غزل، مثنوی، تاریخ، قطعہ، مسدس، ترجیع بند اور مرثیہ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

جیسی اصنافِ سخن پر جدت و ندرت، فصاحت و بلاغت کے ساتھ طبع آزمائی کی، لیکن تاریخ گوئی ان کی شاعری کا طرہ امتیاز رہے، فن تاریخ گوئی پر وہ بلا کی مہارت رکھتے تھے۔ اس حقیقت سے آئینہ دار ان کے وہ تمام قطعات اور منظومات ہیں جو ان کے کلیات میں موجود ہیں انھوں نے خوشی و غم، موت و حیات، پیدائش و فرمائش اور مختلف موقعوں پر جو قطعات و منظومات کہیں ان کی روشنی میں ان کی پہلو دار اور وضعدار شخصیت کا یہ دلنواز پہلو ابھر کر سامنے آتا ہے کہ مولانا ادیب جس سے محبت کرتے تھے رُوح کی گہرائی سے کرتے تھے جس سے ان کا رابطہ رہتا دل سے قائم رہتا، ان کے تعلقات اور مراسم کا دائرہ صرف سندھ تک محدود نہ تھا بلکہ برصغیر پاک و ہند کے اکثر فضلا، ادباء و شعراء اور ارباب فکر و دانش تک پھیلا ہوا تھا ان کی یہ نظمیں یہ قطعات دلچسپ بھی ہیں اور دلگداز بھی، پُرسوز بھی ہیں پُر اثر بھی، دل و روح کو مسرور بھی کرتے ہیں اور مسحور بھی، اور قلب و ذہن کو سکون بھی بخشتے ہیں۔ ان کے قطعات اور نظمیں ان کے اپنے عہد کی وہ نظر افروز دلکش و رُوح پرور تصویریں ہیں جنھیں دیکھ کر ان کے زمانے کے اخلاص و ایثار محبت و شیفتگی بے اختیار یاد آتی ہے ساتھ ہی ان کے ہاں ماحول و معاشرے کی بھرپور عکاسی کا بھی اظہار ہوتا ہے مولانا ادیب نے شہنشاہ تغزل حضرت جگر مرادآبادی کی وفات پر ایک قطعہ فارسی میں اور ایک اردو میں کہا ہے ؎

(فارسی)

لالہ ساں گشت داغدار ادیب	رخت بربست چوں عدیم مثال
داغ قلب و جگر از دِ آمد	حال و صلش بہ ایزد فعال

۱۳۸۰ھ

(اردو)

تھے غزل میں بلند پایہ جگر	داد دیتے ہیں ان کو اہلِ کمال
اے ادیبِ حزیں جگر کی موت	ہے فنا سے فنونِ نظم مقال

۱۳۸۰ھ

مولانا ادیب اردو غزل میں بھی ید طولیٰ رکھتے تھے۔ زبان میں شگفتگی و سادگی، بیان میں سلاست و روانی، خیال میں جدت و ندرت ان کی غزل میں بدرجۂ اتم پائی جاتی ہے بطور نمونہ ایک ایسی غزل نقل کی جاتی ہے جس میں ان کا خاص رنگ جھلکتا ہے ؎

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ملجائے دو گھڑی کو جو تیری نظر مجھے
فانی رہوں، رہے نہ کسی کی خبر مجھے

ہر بات میں خدا کا اگر میں رہوں مطیع
مانیں گے بے تامل سب بحر و بر مجھے

عرشِ بریں کا زینہ ہے احمد کی پیروی
اسپہ سیکھا عروج کا یارب شہر مجھے

ہے اتباعِ پیر کا اکسیر سب بے نظیر
اکسیر اشرفی سے بنا خاص زر مجھے

زنجیر پا ہے زلفِ بتاں راہ یاد سے
ہے رہبرِ حقیقت شاخ و شجر مجھے

اللہ کے ہو نہ ہو نفس کے غلام
کر دو دعا کہ اس کا ہو حاصل اثر مجھے

ظالم کبھی تو بھولے سے مجھ کو بھی یاد کر
تو دل میں یاد آتا ہے شام و سحر مجھے

سُن! نقشِ پائے یار کو یاد کرتا ہوں میں تلاش
کرنا نثار رسپہ ہے جان و جگر مجھے

لیجائے یار تک یہ میری کوئی روئداد
اللہ سے دعا ہے ملے نامہ بر مجھے

کرتا رہے گا کب تک یہ لن ترانیاں
گر رشکِ طور، ہو سکے ذرا جلوہ گر مجھے

کو جانفزا ہے حیدر آباد کی ہوا
عریاں اسی کا حسن ہے قاتل مگر مجھے

کرتی ہے نونہالوں کو تعلیم تو خراب
دن رات اس کا تجربہ ہے خوب تر مجھے

اردو ادب کا ہوا ہوں میں بے ادب
ہے عمر میں پہلی خطا عفو کر مجھے

یارب کلام میرا حقیقت نما بنے
فاصلوں کے سینے سے ملے نورِ نظر مجھے

دیدارِ کوئے دوست نصیبِ ادیب ہو
للہ کر زیادہ نہ اب در بدر مجھے

سندھ کے یہ نابغۂ روزگار عالم، چہار زبان شاعر اور جلیل القدر ادیب، مولانا دین محمد ادیب ۲۷ فروری ۱۹۷۳ء کو اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔ حیدرآباد سندھ جو کبھی اُن کا مسکن تھا اب ابدی آرام گاہ ہے ؎

خدا رحمت کند ایں عاشقانِ پاک طینت را

حواشی

۱؎ مقدمہ از مولانا غلام مصطفےٰ قاسمی کلیاتِ ادیب ص ۹

۲؎ حضرت مخدوم عبداللہ پیرو ج کے دو بڑے صاحبزادے مخدوم احمد اپنے وقت کے ایک

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

بڑے درویش اور عالم باعمل تھے۔ مخدوم محمد عثمان دربیل والے سے فارغ التحصیل تھے ان کی اولاد میں بڑے بڑے عالم اور صوفیا گزرے ہیں ... کے نام یہ ہیں۔ مخدوم عبدالمجید، مخدوم محمد عثمان شہید ستعلوی، مخدوم میاں میر محمد ... وغیرہ۔ (مہران سوانح نمبر ۱۹۵۷ء ص ۲۲۲)

سے علامہ حضرت عطاء اللہ فیروز شاہی ہیں علوم دینی وعقلی و مرجع انام تھے ان کے استادوں مولانا عبدالرؤف مورائی، مولانا نور محمد اور گل محمد شہداد کوٹی قابل ذکر ہیں۔ (۱)

مولانا عطاء اللہ فیروز شاہی متعدد علوم و فنون کے مستند عالم تھے۔ قرآن و حدیث و فقہ میں ان کی سند کو آخری سند مانی جاتی تھی۔ ان کے تلامذہ میں کئی نامور علماء اساتذہ شامل ہیں۔ جن میں مولانا دین محمد ادیب اور مولانا حاجی حامد اللہ میمن کو (ساکن بھیلی تعلقہ سجاول) علم و تدریس کی دنیا میں بڑی عزت حاصل کی۔

مولانا ادیب نے اپنے استادِ معظم علامہ عطاء اللہ فیروز شاہی کی وفات ۱۰ رجب المرجب ۱۳۲۵ھ پر ساٹھ اشعار پر مشتمل قطعہ تاریخ کہا جس کا پہلا اور ۵۵ واں شعر یہ ہے

اوستادِ اوستاداں یاد دار — آنکہ ... حق فرید روزگار

بود چوں مشغول ذکر و تذکرہ — ... داں یادگار

۱۳۲۵ھ

(کلیاتِ ادیب ص ۵۹، ۶۲)

لے حضرت مولانا حاجی الٰہی بخش

مولانا شفیع محمد مجددی کے تلامذہ ارشد میں سے تھے۔ استاد مولانا مجددی شاعر سہ زبان تھے۔ یعنی عربی فارسی اور سندھی سب میں سخن سنج تھے۔

مولانا الٰہی بخش کے شاگردوں میں یگانۂ عصر علماء، اصفیاء، محقق اور فقیہ شامل ہیں۔ سید علی اکبر شاہ بانی جامعہ عربیہ حیدرآباد جیسے مقبول سیاست دان، ابوالبیان، فصیح اللسان ادیب و مقرر اور مذہبی پیشوا بھی مولانا الٰہی بخش سے مستفیض تھے۔

مولانا ادیب نے اپنے استاذِ مکرم کے وصال پر جو قطعہ تاریخ کہا ہے اس کی تعداد چالیس ہے۔ علی الترتیب ساتواں، ستائیسواں اور چالیسواں اشعار کے حسب ذیل مصرعوں سے تاریخ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

تاریخ ہائے وفات نکالی ہے ؎

بہ الف و سہ صد و در سی و ہشتم — ز دنیا سوئے عقبیٰ شد روانہ

۱۳۳۸ھ

بہ پایۂ فضیلت تو حق کند بلند — بینی ز فضل آنچہ ندیدہ خیال تو

۱۳۳۸ھ

چوں بپرسیدم ز ہاتف سال او — موردِ رضوانِ مجید یاد گفت

۱۳۳۸ھ

اس قطعہ تاریخ جوان کے استاذ کا مرثیہ بھی ہے کا اس شعر سے ہوتا ہے ؎

الٰہی بخش فیاض زمانہ — بہ ہر فن معامدہ فرد و یگانہ

(کلیات ادیب ص ۶۴ تا ۶۷)

۵ مولانا اشرف علی تھانویؒ دارالعلوم دیوبند کے ایک برگزیدہ بزرگ مفسرِ قرآن اور عالم دین تھے۔ ان کی تصنیفات میں تفسیر، حدیث، فقہ، فلسفہ، حکمت، تصوف کی بلند پایہ و معرکہ آرا کتابیں اہل دین و اہل ایمان کے لئے مشعلِ راہ کی حیثیت رکھتی ہیں ان کے معتقدین و متوسلین میں مولانا ظفر احمد عثمانی، عبدالماجد دریاآبادی، مولانا مفتی محمد حسن لاہوری، علامہ سید سلیمان ندوی قاری محمد طیب دیوبندی، مولانا حاجی شبیر محمد گھوٹکی، مولانا عبدالہادی ندوی، مولانا عبدالرحمٰن کمیبوری اور مفتی محمد شفیع بانی دارالعلوم کراچی وغیرہ جیسے اکابر اسلام کے اسمائے گرامی شامل ہیں۔

مولانا دین محمد ادیب نے اپنے مرشدِ روحانی اور معلمِ باطنی مولانا تھانوی کی وفات (۱۶ رجب المرجب ۱۳۶۲ھ بمطابق ۱۹ جولائی ۱۹۴۳ء شب سہ شنبہ بعد از نماز عشاء) سے متاثر و دلگیر ہو کر جو قطعہ تاریخ کہا ہے وہ ۶۳ شعار پر محیط ہے ان میں سے چار شعروں کے ایک ایک مصرعہ سے تاریخی مادے نکلتے ہیں۔ ایسے دو اشعار یہ ہیں ؎

سالش ز شبر ادب بگفتم — مگو بلباس خاص خلعت

۱۹۴۳ = ۱ + ۱۹۴۲ء

موضوع برائے یادِ ربی — ہجری ست ادیب سال وصلت

۱۳۶۳ھ

کلیات ادیب ص۷۴

بقیہ صفحہ ۱۴ پر ملاحظہ فرمائیں

© rasailojaraid.com